محمدِ عربی

خورشید احمد انور

مصنّف کی انگریزی تصنیف "محمدؐ آف عریبیہ" کا ترجمہ

اسلامی مطبوعات

ینگ پیپل پبلشنگ بیورو

۱۴۔ میکلوڈ روڈ لاہور

اکیسویں بار

قیمت ۱۲ر

مقدّمہ

0711488

بچپن

جوانی

پیغمبری

مُقدّمہ

ان صفحات میں مسٹر خورشید احمد انور نے جن کا شمار
ہندوستان کے جرأت آموز ترین نوجوان اخبار نویسوں میں
ہے، ہماری قوم کے نوجوانوں کے لئے حضور سرورِ کائنات
کی زندگی کے حالات حد سے سوا عجیب اور مسحُور کُن انداز میں
قلمبند کئے ہیں، مجھ سے کہا گیا ہے۔ کہ مقدمہ لکھوں اور میں
سے ایک بہت بڑا اعزاز سمجھتا ہوں

مجھے اس چھوٹی سی کتاب پر نظر ڈالنے کی مہلت دی
تی تھی تاکہ میں اس کی قدر و قیمت کا اندازہ لگانے کے
قابل ہو سکوں۔ میں ایک ادبی کارنامہ کی حیثیت سے اس
کتاب کی خوبیوں اور تمام حقائق کو جمع کرنے کے حُسنِ انداز
دیانتداری سے انتہائی تعریف و توصیف کر سکتا ہوں۔
س کتاب میں کوئی ایسا فقرہ نہیں ہے جو غیر دلچسپ ہو
ر سب سے زیادہ صفت جو اس کی قدر و قیمت کے

متعلق میں عرض کر سکتا ہوں، وہ یہ حقیقت ہے کہ جب میں نے یہ کتاب پڑھنی شروع کی جب تک اس کو ختم نہ کر چکا ہاتھ سے نہ رکھ سکا۔ ہمارے پیغمبرؐ کی زندگی کے اہم حقائق واضح طور پر بیان کیے گئے ہیں اور تمام کہانی ایک مسلسل بیان کی صورت میں لکھی گئی ہے۔ جو کسی جگہ بھی پڑھنے والوں کی توجہ کسی دوسری طرف ہٹنے نہیں دیتی۔ تمام بیانات غیر اختلافی حقائق پر مبنی ہیں۔ اور اس لئے کتاب کی قیمت اور بھی بڑھا دی ہے۔ مجھے امید ہے کہ جو لوگ مسلم نوجوانوں کی تعلیم میں دلچسپی رکھتے ہیں۔ وہ اس کتاب کی اہمیت کا احساس کریں گے۔ اور اسے نوجوانوں تک پہنچائیں گے تاکہ ہمارے پیغمبر اعظم کی زندگی کے اہم حقائق نوجوانوں کے حافظہ میں منقش ہو جائیں۔ اور ان کو زندگی بھر مشعل ہدایت کا کام دیں۔

اے کے، فضل الحق

کلکتہ - ۱۸ ر اگست ۱۹۳۸ء

بچپن

"نور ہو جائے"۔ اللہ تعالیٰ نے کہا۔ اور نور ہو گیا ✦

۲۰ اپریل ۵۷۱ء کی بات ہے۔ کہ عبد اللہ کے گھر ایک فرزند پیدا ہوا ✦

عبد اللہ عرب کے ایک شہر مکہ میں رہتے تھے ✦

عرب ایک بہت پرانا ملک ہے۔ اور اپنے صحراؤں کھجوروں اور اونٹوں کے لئے مشہور ہے ملک عرب میں رہنے والے عرب کہلاتے

ہیں۔ اس زمانہ میں عرب بہت اچھے لوگ نہ تھے۔ یہ لوگ قبیلوں میں بٹے ہوئے تھے اکثر آپس میں لڑتے رہتے تھے۔ وہ جوا بھی کھیلتے تھے۔ ان میں بعض تو بہت ظالم تھے وہ اپنی لڑکیوں کو زندہ گاڑ دیتے تھے۔ یہ لوگ خدا پر ایمان نہ رکھتے اور بتوں کی پوجا کرتے اپنے ہاتھوں سے مورتیاں بناتے۔ اور انہیں کعبہ یعنی خدا کے گھر میں رکھتے۔ جسے حضرت ابراہیم نے بنایا تھا۔ بتوں کی پرستش اس طرح ہوتی۔ کہ ان کے سامنے ناچا جاتا۔ قربانیاں دی جاتیں۔ عبداللہ بھی انہیں لوگوں میں سے تھے۔ اور قبیلہ بنو ہاشم سے تعلق رکھتے تھے۔ لیکن عبداللہ ان سے بالکل الگ تھے۔ وہ بہت اچھے اور نیک تھے۔

عبداللہ اپنی زندگی میں اپنے فرزند کو

نہ دیکھ سکے ۔ وہ اپنے بچّے کی پیدائش سے
چند مہینے پہلے ہی فوت ہو گئے ۔
دادا نے بچے کا نام محمدؐ رکھا ۔ جب
لوگوں نے اُن سے پوچھا ۔ کہ یہ نام کس
طرح سوجھا تو وہ فخر سے کہنے لگے :۔
"میں چاہتا ہوں ۔ کہ میرا پوتا اتنا مرتبہ
پائے کہ ساری دنیا اس کی تعریف کرے"
ماں اپنے یتیم بچے کو بے حد چاہتی تھیں
آپ بہت تندرست اور خوبصورت تھے ۔
آپ واقعی اتنے تندرست تھے کہ جو لوگ
آپ کو دیکھنے آتے ۔ وہ یہ سمجھتے کہ آپ کئی
مہینوں کے ہیں ۔
حضورؐ اپنے ساتھ رحمتیں لائے ۔ عرب میں
اس وقت قحط پڑا ہوا تھا ۔ لیکن اس بابرکت
بچے کی پیدائش کے بعد خوب

زور کی بارش ہوئی اور قحط کا نام و نشان
تک نہ رہا۔

عربوں میں دستور تھا کہ اپنے بچوں کو
دیہات میں بھیج دیتے۔ جہاں وہ دیہاتی
عورتوں کے دودھ پر پرورش پاتے۔ ان
عورتوں کو دودھ پلانے کا معاوضہ دیا
جاتا۔ اور عام طور پر یہ عورتیں امیر
والدین کے بچے تلاش کیا کرتیں۔ اس
لیئے حضورؐ کو کوئی عورت لے جانے کے
لیئے تیار نہ تھی۔ کیونکہ آپ کے والد فوت
ہو چکے تھے۔ آخرکار حلیمہ نامی ایک عورت
مکہ میں آئی۔ اور اس ننھے بچے کو خوشی
سے لے جانے پر آمادہ ہو گئی۔ وہ
اُنھیں اپنے بچوں کی طرح چاہتی تھی۔

چنانچہ آپ کی پرورش نہایت احتیاط سے ہونے لگی۔ حلیمہ کا تعلق ایک ایسے قبیلہ سے تھا، جو اپنے اخلاق کے لئے مشہور تھا۔ حضورؐ بہت خوش تھے اور آپ اپنی دایہ کو بہت پیار کرتے تھے۔

جب حضورؐ چار سال کے تھے جو حلیمہ کے بچوں کے ساتھ بھیڑیں چرانے جایا کرتے۔ ایک دن جب آپ جنگل میں گئے، دو فرشتے اُترے اُنھوں نے آپ کا سینہ چاک کیا۔ اور اُسے نورِ معرفت سے بھر دیا۔ دوسرے بچے ڈر گئے اور بھاگ گئے تاکہ اپنی ماں کو دہشت ناک، کہانی سنائیں۔ یہ سن کر حلیمہ روتی ہوئی دوڑی۔ لیکن حیران رہ گئی جب راستہ

میں حضورؐ اُسے مسکراتے ہوئے ملے۔ اور کہنے لگے، اماں غم نہ کرو نہ معلوم وہ کون شخص تھے۔ سفید لباس پہنے ہوئے آئے میرے سینے کو چیرا اور اس میں کچھ بھر دیا میں نہیں جانتا وہ کیا تھا، لیکن مجھے کوئی تکلیف نہ ہوئی۔ بچپن میں جب کبھی آپ جنگلوں میں جاتے تو آپ کے کانوں میں یہ آواز آتی۔ "اے اللہ کے رسولؐ آپ پر سلامتی ہو۔" اور آپ حیران ہو کر پہاڑ کے دامنوں میں پتھروں کی طرف دیکھنے لگتے

جب حلیمہ کے شوہر نے فرشتوں کے آنے کا حال سنا تو بہت پریشان ہوا۔ اس نے بیوی سے کہا کہ بچے کو اس کی ماں کے پاس لے جاؤ۔ حلیمہ نے بات مان لی اور آپؐ کو مکہ لے گئی۔

اس نے آپؐ کی والدہ کو وہ سب عجیب و غریب باتیں بتائیں، جو آپ کے ساتھ گذریں۔ لیکن آپ کی والدہ نے یقین دلایا کہ ڈر کی کوئی بات نہیں۔ اُنھوں نے بچہ واپس لے لیا۔ اور اب حضورؐ اپنی والدہ کے پاس رہنے لگے۔

ایک دن حضرت آمنہ (حضورؐ کی والدہؓ) انھیں ان کے والد کی قبر پر لے گئیں۔ آپؐ تھوڑی دیر تک قبر کو غور سے دیکھتے رہے۔ اور پھر کہا:۔

"ابا جان میں اس جگہ کو پسند کرتا ہوں، جہاں آپ دفن ہیں" اور اپنی والدہ سے بھی کہا کہ مجھے مدینہ پسند ہے۔ اور یہیں رہنا چاہتا ہوں۔

واپسی پر حضرت آمنہ ابوا کے مقام

پر فوت ہو گئیں اور وہیں دفنا دی گئیں حضورؐ دوسری عورتوں کے ساتھ تنہا واپس آئے۔

جب اُن کے دادا نے دیکھا تو گود میں لے کر خوب روئے۔ اب وہ حضورؐ کو اور بھی زیادہ چاہنے لگے۔ کیونکہ وہ اپنی ماں بھی کھو چکے تھے۔ لیکن تھوڑی مدت بعد دادا بھی انتقال کر گئے۔ اور آپؐ کی پرورش آپ کے چچا ابو طالب کے سپرد ہوئی۔

حضورؐ عام بچوں سے نہیں ملتے تھے اور نہ ہی اُن کے کھیل میں، شریک ہوتے اور کبھی کوئی نازیبا بات نہیں کرتے تھے۔ بہت شرمیلے،

تھے۔ اور دوسرے بچوں کی طرح ضد بھی نہ کرتے۔

ایک دن جب آپؐ کے چچا شام کے سفر کی تیاری کر رہے تھے، تو آپؐ نے کہا کہ میں بھی ساتھ جانا چاہتا ہوں۔

"محمدؐ! ابھی تم چھوٹے بچے ہو" ان کے چچا نے محبت سے کہا "سفر بہت لمبا اور تھکا دینے والا ہے۔"

"اب میں بارہ سال کا ہوں" محمدؐ صلعم کہنے لگے۔ "اور میں کسی چیز سے نہیں ڈرتا۔"

اس دلیرانہ جواب کو سن کر چچا انھیں ساتھ لے جانے پر رضامند ہو گئے۔

جب قافلہ روانہ ہوا تو اپنے شانوں پر لمبی زلفیں بکھرائے پیارے محمدؐ بھی اپنے چچا کے ساتھ ایک اونٹ پر سوار ہو کر چلے۔ سارے راستہ ایک ننھا سا بادل کا ٹکڑا اِن پر سایہ کیئے ساتھ ساتھ چلتا رہا۔ تاکہ آپؐ صحرا کی چلچلاتی دھوپ سے محفوظ رہیں

جب قافلہ بصرے پہونچا۔ قافلہ والوں کو ایک عیسائی درویش ملا۔ جس کا نام بحیرہؔ تھا اس نے آپ کو بغور دیکھا اور کہا "یہ وہی ہیں جن کا انتظار تھا"

اس درویش نے اپنے مکان کی چھت پر سے قافلے کو آتے دیکھا تھا۔

جس کے ساتھ ساتھ بادل کا ایک ٹکڑا بھی چلا آرہا تھا۔

درویش نے عربوں کو اپنے ہاں کھانے کی دعوت دی۔ کھانے کے بعد اُس نے حضورؐ کے چچا کی طرف متوجّہ ہوکر کہا۔

"یہ بچہ خدا کا آخری رسُولؐ ہے۔ اسے واپس لے جاؤ۔ ایسا نہ ہو کہ اُس ملک کے یہودی اِسے قتل کر دیں"۔

اُس نے ابو طالب سے دریافت کیا۔

"یہ بچّہ آپ کا کیا ہے؟"

"یہ میرا بیٹا ہے۔" چچا نے جواب دیا۔ راہب نے سر ہلایا۔ "اس کا باپ زندہ نہیں ہوسکتا"۔

اِس پر ابو طالب نے اُسے بتایا کہ بچے کا باپ اس کی پیدائش سے بھی

پہلے فوت ہو گیا تھا۔ اور کہا کہ میں ان کا چچا ہوں۔

رات کے وقت جب سب لوگ سوئے ہوئے تھے۔ عیسائی راہب حضورؐ کے پاس آکر باتیں کرنے لگا۔ اُس نے آپؐ سے پوچھا۔ کہ کبھی کوئی خواب بھی دیکھے ہیں؟ آپ نے تمام عجیب و غریب خواب سُنا دیئے جو آپؐ نے دیکھے تھے۔ اس کے بعد راہب نے آپ کی پشت پر نبوت کی مہر دیکھی اور کہا۔ "یقیناً آپ ہی ہیں۔"

جب ابوطالب نے یہ سب باتیں سُنیں۔ تو بے حد متعجب ہوُا۔ کیونکہ اس کو معلوم نہ تھا کہ پیغمبر کیا ہوتے ہیں۔ چنانچہ بحیرہ سے پیغمبروں کی نسبت

دریافت کیا اور اُس نے تمام باتیں تفصیل کے ساتھ سمجھا دیں۔

جس وقت وہ سب باتیں کر رہے تھے۔ شہنشاہِ روم کی طرف سے چند سوار گھوڑے دوڑاتے ہوئے آئے۔ انہوں نے کہا۔" کسی نے شہنشاہ کو بتایا ہے۔ کہ وہ پیغمبر یہاں موجود ہے۔ جو ایک دن اس کی بادشاہت پر قبضہ کرلے گا اور ہم اسے گرفتار کرنے آئے ہیں"۔

تم بے سود تلاش کر رہے ہو۔" نیک عیسائی نے جواب دیا۔" کیونکہ اگر وہ پیغمبر ہے تو تم اُسے گرفتار نہ کر سکو گے"۔

اس کے بعد ابو طالب نے جلد جلد اپنا کاروبار ختم کیا اور مکّہ لوٹ آئے۔

جوانی

جوانی میں بھی حضورؐ بکریوں اور بھیڑوں
کے ریوڑ کی دیکھ بھال کیا کرتے۔
بُرے آدمیوں سے میل جول رکھنے کی
بجائے اکیلے رہنا پسند کرتے تھے۔ آپ
بے حد دیانت دار نیک اور سچے تھے۔
اور لوگ ان صفات کی وجہ سے آپؐ کی
عزت کرتے تھے۔ انہوں نے آپؐ کا نام
"امین" رکھا۔ اور ہمیشہ آپ پر اعتماد کیا۔

ایک مرتبہ کعبہ کا ایک حصّہ سیلاب
میں بہ گیا۔ تمام قبیلوں نے اُسے دوبارہ
بنانے میں حصّہ لیا۔ لیکن حجر اسود کو اس

کی جگہ پر نصب کرنے پر جھگڑا پیدا ہو گیا۔
ہر قبیلہ یہ چاہتا تھا کہ اُسی کا سردار
یہ نیک کام انجام دے۔ یہ کام صرف
ایک آدمی کا تھا۔ لیکن ہر شخص خود
وہی آدمی بن جانا چاہتا تھا۔ آخر کار
انہوں نے فیصلہ کیا کہ صبح کو جو شخص
سب سے پہلے کعبہ کی طرف آئے۔
اُسی سے جھگڑے کا تصفیہ کرایا جائے۔
اور ہر شخص اُس کا فیصلہ تسلیم کرے۔

اگلی صبح کو سب سے پہلے اس
مقدّس گھر میں داخل ہونے والے محمدؐ
تھے۔ سب لوگ خوش ہو گئے۔ کیونکہ
موزون آدمی آ گیا تھا ؂

حضورؐ نے مسئلہ حل کر دیا۔ "ایک بڑی
چادر لو!" آپؐ نے فرمایا اور یہ کہہ کر اپنی چادر

پیش کر دی۔ آپ نے اپنے ہاتھ سے پتھر اٹھا کر چادر پر رکھ دیا۔ اور مختلف قبیلوں کے سرداروں کو بلایا۔ آپ نے ایک کو چادر کا ایک کونہ اور دوسرے کو دوسرا کونہ پکڑنے کو کہا۔ اس طرح کہ تمام سرداروں نے چادر کا کوئی نہ کوئی حصّہ تھام لیا۔ اس طرح وہ سب پتھر کو اٹھا کر لے گئے۔ اور حضورؐ نے اپنے ہاتھوں سے پتھر کو اس کی اصلی جگہ پر رکھ دیا۔ سب لوگ خوش ہو گئے۔ کیونکہ سب نے اس مقدس کام میں مساوی طور پر حصّہ لے لیا تھا۔

مکّہ میں ایک ادھیڑ عمر بیوہ رہتی تھیں جن کا نام خدیجہؓ تھا۔ وہ ایک نیک

خاتون تھیں۔ اور لوگ ان کی عزّت کرتے تھے۔ ان کا کاروبار بہت بڑا تھا۔ اور ان کے نوکر ان کی طرف سے غیر ممالک مثلاً شام اور فلسطین میں تجارت کرتے تھے۔ انہیں ایک دیانت دار آدمی کی تلاش تھی۔ جو ان کی تجارت کو بڑھاتا۔ جب انہوں نے حضورؐ کا اور اُن کی دیانت داری کا حال سُنا۔ تو آپ کے پاس پیغام بھیجا کہ میری طرف سے شام میں تجارت کا کام کیجئے۔ آپ نے یہ پیش کش خوشی سے قبول کر لی ؁

حضورؐ نے کاروبار نہایت کامیابی کے ساتھ انجام دیا۔ اور جب آپؐ واپس آئے۔ تو بہت نافع دکھلایا۔ باہر رہ کر آپ نے دوسرے ملکوں اور وہاں کے

باشندوں کے متعلق بہت سی باتیں معلوم کیں۔ جو بعد میں آپؐ کے بہت کام آئیں۔ جب کہ آپ کو بڑے بڑے کام انجام دینے پڑے ؏

آپ نے اپنا کام نہایت دیانتداری سے انجام دیا۔ اور ہر دیانت دار انسان کامیاب ہوتا ہے۔ خدیجہؓ آپؐ کی دانش فراست اور دیانت کی وجہ سے آپ کی عزّت کرنے لگیں۔ اور ایک دن آپؐ کے ساتھ شادی کرنے کی خواہش ظاہر کی حضورؐ نے اپنے چچا سے اس بات کا ذکر کیا اور وہ مان گئے۔ خدیجہؓ نے بھی اپنے رشتہ داروں سے مشورہ کیا۔ انہوں نے بھی رضامندی کا اظہار کیا۔

جب شادی ہوئی اس زمانہ کی کوئی

بُری رسم ادا نہ کی گئی۔ عرب کے دو بڑے گھرانوں کا اتحاد ہو گیا۔ اور اہلِ عرب خوش ہو گئے۔ حضورؐ اور خدیجہؓ خوشی خوشی زندگی بسر کرنے لگے ٭

حضورؐ عام لوگوں سے میل جول نہیں رکھتے تھے۔ غور و فکر اور سوچ بچار آپؐ کی عادت بن گئی تھی ٭

ایک دن آپؐ نے سنا کہ کسی سردار نے اپنی لڑکی زندہ گاڑ دی ہے۔ آپؐ کو بے حد صدمہ ہؤا۔ آپؐ نے اس بات کا ذکر اپنی بیوی اور چچا سے کیا۔ "یہ لوگ کتنے ظالم ہیں" آپؐ نے کہا۔ "کیا ان ننھی جانوں کو بچانے کا کوئی طریقہ نہیں؟" لیکن ہر شخص بے بس تھا۔ کیونکہ ملک

کی رسمیں ہی ایسی تھیں ؎
ایک سال تک حضورؐ اس بُری رسم کے خلاف وعظ کرنے میں مصروف رہے آپؐ تمام بڑے سرداروں کے پاس پہنچے اور اُنہیں قائل کرنے میں کامیاب ہو گئے سب نے تسلیم کر لیا۔ کہ " لڑکیوں کو زندہ گاڑنا ایک بہت بُری رسم ہے " ؎

کچھ عرصہ کے بعد آپؐ نے لوگوں سے پوچھا کہ اپنے ہاتھ سے بنائے ہوئے بُتوں کی پُوجا کیوں کرتے ہو۔ اس پر لوگ ناراض ہو گئے۔ یہ اُن کا اور اُن کے باپ داداؤں کا مذہب تھا۔ لیکن آپؐ نے صبر سے کام لیا ؎
یہ بُت بھلا تمہیں کیا فائدہ پہنچا سکتے ہیں

جب کہ وہ اپنی آنکھیں بھی صاف نہیں کر سکتے۔ لیکن لوگوں نے پروا نہ کی۔

اکثر اوقات ایرانی اور عیسائی تاجر حضورؐ کے پاس آکر اپنے بادشاہوں کی تعریف کرتے اور عربوں کا مذاق اُڑاتے۔ حضورؐ نے ہمّت نہ ہاری۔ آپؐ عربوں کو ایک بہت بڑی قوم بنانا چاہتے تھے۔

ایک دن ایک بوڑھی عورت جو بیوہ تھی۔ خدیجہؓ کے پاس آئی۔ وہ بہت غریب تھی۔ اور اس کا کوئی رشتہ دار بھی نہ تھا۔ جو اس کی امداد کرتا۔ وہ بہت بوڑھی تھی۔ جب حضورؐ نے اس کی غمناک کہانی کو سُنا۔ تو اپنی بیوی سے کہا:۔

"جب تک تم اس غریب بوڑھی عورت

کے کھانے پینے کا انتظام نہ کر لو۔ تمہیں چاہیئے کہ نہ خود کچھ کھاؤ پیو اور نہ ہی مجھے کھانے کو دو "

خدیجہؓ نے بخوشی اپنے خاوند کا حکم مانا ۔

ایک دن آپؐ ایک گلی سے گزر رہے تھے۔ کہ ایک اندھی عورت ٹھوکر کھا کر گر گئی ۔ لوگ اُسے دیکھ ہنسنے لگے۔ لیکن حضورؐ کی آنکھوں میں آنسو بھر آئے آپؐ نے عورت کو اُٹھایا۔ اور اس کے گھر پہنچا دیا۔ اس کے بعد حضورؐ روز اُس عورت کے گھر کھانا لے جانے لگے ۔

ایک مرتبہ ایک عورت جس کے سر پر

بوجھ رکھا ہؤا تھا۔ گلی سے گزری۔ بے رحم لوگوں نے اُسے چھیڑنا شروع کیا۔ حضورؐ یہ دیکھ کر رنجیدہ ہوئے۔ آپ نے لوگوں کو جھڑک دیا۔ اور عورت کی مدد کی ۔

حضورؐ عورتوں کی بے حد عزّت کرتے تھے۔ آپؐ نے اپنی ماں اور دایہ کی عزت کی۔ آپؐ اپنی بیوی کی بھی عزّت کرتے تھے۔ "عورتیں کمزور صنف ہیں اور بہتر سلوک کی مستحق ہیں۔" آپ نے فرمایا:۔

ایک دن ایک آدمی اپنی بیوی کو گلی میں مار رہا تھا۔ اور بہت سے لوگ کھڑے تماشا دیکھ رہے تھے ۔

"کسی عورت کو نہ مارو اور نہ ہی لوگوں

کے سامنے اس کی بے عزتی کرو۔" آپؐ نے سختی سے کہا۔" کسی عورت کو مارنا کوئی بہادری نہیں۔ اور تم لوگ تو سب بہادر ہو"۔

حضورؐ کے ہاں فرزند پیدا ہوا۔ آپ اور حضرت خدیجہؓ اس بچے کو بےحد چاہتے تھے۔ ابھی اوائل عمر میں ہی تھا۔ کہ بچہ بیمار ہو گیا۔ باپ نے رات دن اپنے بیٹے کی تیمار داری کی۔ اور بچہ تندرست ہو گیا۔

کچھ عرصہ بعد بچہ پھر بیمار ہوا۔ والدین نے ہر ممکن کوشش کی۔ لیکن اس مرتبہ اپنے بچے کو نہ بچا سکے۔ پھول سپردِ خاک کر دیا گیا۔ خدیجہؓ اور حضور نے نوحہ یا ماتم

نہ کیا۔ وہ خاموشی سے آنسو بہاتے رہے۔

آپ کو غریب غلاموں کے ساتھ بے حد ہمدردی تھی۔ آپ لونڈیوں اور غلاموں کے ساتھ ہمیشہ مہربانی سے پیش آتے۔ اور اُنہیں اپنے بچوں کی طرح عزیز رکھتے۔ حضرتِ خدیجہ رضؓ کا ایک غلام تھا۔ اس کا نام زید تھا۔ یہ سبق دینے کے لئے کہ آقا اور غلام میں کوئی فرق نہیں ہونا چاہیئے۔ حضور اس کے ساتھ بچے کا سا سلوک کرتے۔ آپ خود اس کی حفاظت کرتے۔ اور نہایت احتیاط سے اس کی پرورش کرتے۔

ایک دن حضورؐ نے دیکھا کہ ایک غلام آٹا پیس رہا ہے۔ آپ اس کے قریب

گئے۔ تو دیکھا۔ وہ رو رہا تھا۔ وہ بیمار تھا۔ لیکن اس کا آقا بڑا ظالم اور بے درد تھا۔ آپ بیٹھ گئے۔ اور اس کی خاطر آٹا پیس دیا۔ اور فرمایا:-

"جب تمہیں آٹا پیسنا ہو۔ مجھے بُلا بھیجا کرو"۔

ابو سفیان حضورؐ کا سب سے بڑا دشمن تھا۔ ایک دن آپؐ کو معلوم ہوا۔ کہ ابو سفیان کا ایک غلام بیمار ہے۔ اور اس کی تیمار داری کرنے والا کوئی نہیں آپؐ اس غلام کے پاس گئے۔ اور رات بھر اس کے سرہانے بیٹھے رہے۔ جب کبھی وہ غلام درد سے چیخ اُٹھتا۔ آپؐ اس سے کہتے "میں تمہارے پاس ہوں۔

گھبرانے کی کوئی وجہ نہیں ؟

ایک مرتبہ ایک سردار نے اپنی خادمہ کو کوڑوں سے پیٹا۔ لڑکی امداد کے لئے چلّانے لگی۔ حضورؐ اس امیر آدمی کے مکان پر گئے اور فرمانے لگے کہ ظلم نہ کرو۔ امیر آدمی نے بُرا منایا۔ وہ نہیں چاہتا تھا۔ کہ آپ یا کوئی اور اس کے اپنے معاملات میں دخل دے۔

"مجھے کوئی شخص نہیں روک سکتا۔" حضورؐ نے کہا۔" میں ایک غریب اور بیکس عورت کی ضرور امداد کروں گا۔"

اس رات آپؐ کو بالکل نیند نہ آئی آپؐ اپنے ملک کے باشندوں کی حالت پر غور کرتے رہے جو اتنے جرے تھے۔

کہ کمزور اور ناتوان عورتوں پر ظلم کرتے تھے۔ جب خدیجہؓ کو آپ کی پریشانی کی وجہ معلوم ہوئی تو انہیں بھی افسوس ہوا۔ اگلے دن انہوں نے ایک کثیر رقم ادا کر کے اس خادمہ کو اس کے ظالم آقا کے پنجہ سے چھڑا لیا۔

ان دنوں ایک بوڑھا آدمی تھا۔ جسے اس کے آقا نے باغ میں پانی دینے کا حکم دے رکھا تھا۔ ندی بہت دُور تھی۔ وہاں سے پانی لاتے وقت بیچارے کے نحیف و کمزور ہاتھ کانپ رہے تھے۔ حضورؐ نے یہ دیکھا اور اس کی حالت پر افسوس ظاہر کیا۔ آپؐ اُس کے پاس گئے۔ اور اس کا کام انجام دینے کے لئے خود کو

پیش کیا۔ جب آپؐ کام ختم کر چکے تو فرمایا۔" جب کبھی تمہیں میری امداد کی ضرورت پڑے تو یاد کر لیا کرو"۔

ایک دن حضورؐ نے ایک چھوٹے بچہ کو سردی میں ٹھٹھرتے ہوئے پایا۔ سردی سے بچاؤ کے لئے اس کے پاس کپڑے تک نہ تھے وہ ایک یتیم اور غلام تھا۔ اور اس کا آقا اس پہ بہت ظلم کرتا تھا۔ آپؐ کے رُخسار پر آنسُو بہنے لگے۔ جب آپؐ نے اس مظلوم بچہ کی داستانِ غم سُنی۔ آپؐ نے اُسے پیار سے سہلایا۔

اگلے دن آپ نے اس بچہ کو پھر دیکھا۔ اس کے سر پر اتنا بھاری بوجھ تھا۔ جس سے وہ کُچلا جا رہا تھا۔ حضورؐ نے اس

بوجھ لے لیا۔ اور اپنے کندھوں پر
کر اُس کے ساتھ منزلِ مقصود کی
چلے۔ آپ بہت خوش ہوئے۔ اور
نے لگے۔" جب تم کو کوئی مشکل پیش
۔ مجھے یاد کر لیا کرو۔

ایک شام حضورؐ کو معلوم ہوُا۔ کہ ایک
بہت سخت بیمار ہے۔ اس کا آقا
یہودی تھا۔ اور اس پر بے حد
ستم کرتا تھا۔ غلام ایک تنگ و تاریک کوٹھڑی
پڑا ہوُا تھا۔ اور جب آپ اُسے دیکھنے
لئے اندر گئے۔ تو اُس نے سمجھا کہ یہ
کوئی دوسرا غلام ہے۔ جسے اُس کے
نے اس کی تیمار داری کے لئے بھیجا ہو۔
کیا میرے آقا نے تمہیں تیمار داری کے

لئے بھیجا ہے؟" اُس نے پوچھا۔

"ہاں ہمارے آقا نے مجھے تمہاری نِگرانی کے لئے بھیجا ہے۔" آپ نے جواب دیا اور ساری رات بیمار آدمی کے پاس بسر کر دی۔

اگلی صبح کو جب بے چارے غلام نے حضورؐ کو اپنے بستر کے قریب بیٹھے پایا۔ تو حیران رہ گیا۔ "نوجوان سردار! یقیناً آپ غلاموں کے نجات دہندہ ہوں گے۔ اُس نے کہا۔

ایک عرب کو کسی یہودی کا قرض دینا تھا۔ یہودی نہایت سختی کرتا اور کسی طرح رعایت نہ کرتا۔ ایک دن وہ بازار میں عرب کی بے عزتی کر رہا تھا۔ حضورؐ نے

یہ دیکھا۔ تو گھر گئے۔ اور روپیہ لا کر عرب کا قرض چکا دیا۔ جب آپؐ نے اس شخص کو قرض خواہ کے پنجہ سے چھڑا دیا۔ تو کہنے لگے :-

" کوئی ایسا قرض نہ لو جسے تم ادا نہ کر سکو "

ایک دن حضورؐ نے ایک عرب کو دیکھا جو اُونٹ کو تیز چلا رہا تھا۔ اونٹ بیمار تھا۔ اور ایک بارِ گراں کے نیچے دیا ہؤا تھا۔ لیکن اس کا سخت گیر آقا چابک پہ چابک مارے جا رہا تھا۔

" اپنے جانور پہ رحم کیا کرو۔ یہ بوڑھا اُونٹ بیمار اور کمزور ہے " آپؐ نے اونٹ والے سے کہا۔

حضورؐ ہمیشہ جانوروں سے شفقت کرتے اور جو لوگ جانوروں پر ظلم کرتے انہیں سمجھایا کرتے ؎

مکّہ کے بازاروں میں ایک چھوٹا بچّہ روتا ہوُا جا رہا تھا۔ اس کے پاس اتنے کپڑے بھی نہیں تھے۔ کہ اپنا جسم اچھی طرح ڈھانپ سکے۔ اور اس کے پاؤں زخمی تھے۔ حضورؐ جو بچوں سے بے حد پیار کرتے۔ اُسے دیکھ کر اشک آلود ہو گئے۔ آپ نے بچہ کو گود میں اٹھا لیا۔ وہ ایک یتیم بچّہ تھا۔ اور بہت بھوکا تھا۔ کئی دن سے اُس نے کچھ کھایا بھی نہ تھا۔ آپؐ اُسے اپنے گھر لے گئے۔ کھانا کھلایا۔ کپڑے پہنائے۔ اور اُسے اپنے بچوں کی طرح رکھا

اس کے رشتہ داروں کو اطلاع دی۔ اور اُن کے پاس پہنچا دیا۔

چھوٹے پرندوں کے شکار کو حضورؐ ظلم سمجھتے تھے۔ ایک دن آپؐ نے اپنے رفیق ابوبکرؓ سے کہا:۔ "مجھے یہ دیکھ کر رنج ہوتا ہے۔ جب لوگ چھوٹے پرندوں کو مارتے ہیں۔ اگر کسی بڑے جانور کا شکار کیا جائے تو اُس سے کئی آدمیوں کی بھوک کو تسکین ہو۔ لیکن چھوٹے پرندے دس بارہ ہوں۔ جب بھی ایک آدمی کا پیٹ نہیں بھر سکتا"۔

حضورؐ نہایت دیانت دار اور معاملہ کے صاف تاجر تھے۔ جن لوگوں کو آپؐ کے

ساتھ سابقہ پڑا ۔ وہ اس لحاظ سے آپؐ کے بے حد مدّاح تھے ۔ بعض دفعہ تو یہ لوگ آپؐ کے خلوص سے بے حد متعجّب ہوتے تھے ۔ ایک مرتبہ آپؐ نے ایک تاجر کے پاس ایک سو اُونٹ فروخت کیئے ۔ جب سوداگر اُونٹ لے کر چلا گیا ۔ تو آپؐ کو معلوم ہوُا کہ ایک اونٹ لنگڑا تھا ۔ آپؐ ایک نہایت تیز رفتار گھوڑے پر سوار ہوکر تاجر کے پیچھے روانہ ہوئے ۔ کافی راستہ طے کرنے کے بعد آپؐ نے تاجر کو جالیا ۔ اور اُسے بتایا کہ ایک اونٹ ذرا لنگڑا ہے ۔ اور میں اس لیئے آیا ہوں ۔ کہ اُونٹ کی قیمت واپس کر دوں ۔ اور اُونٹ کو لے جاؤں ۔ وہ تاجر اس قدر دیانت دار آدمی کو دیکھ کر حیران و ششدر رہ گیا ۔

حضورؐ کو اپنے ہم وطنوں کا ہمیشہ خیال رہتا۔ آپؐ جانتے تھے کہ عرب لوگ ایرانیوں اور رومیوں کی طرح مہذّب نہیں ہیں۔ آپؐ کو بُت پرستی سے نفرت تھی۔ آپ ابراہیمؑ کے خاندان سے تھے۔ یقیناً یہ ابراہیمؑ کا دین نہیں تھا۔ آپؐ اکثر اوقات اس پر غور کیا کرتے۔ بعض لوگ آپؐ کے ساتھ متفق تھے۔ تو ابراہیمؑ کا دین کیا تھا؟ آپ یہ معلوم کرنا چاہتے تھے آپؐ عام طور پر ایک غار میں جایا کرتے تھے۔ جس کا نام "حرا" تھا۔ یہاں آپ پہروں بیٹھ کر گہری سوچ میں پڑے رہتے +

ایک دن آپؐ نے ایک عجیب و

غریب خواب دیکھا۔ آپؐ نے آسمانوں سے ایک کتاب اُترتی ہوئی دیکھی۔ کتاب سورج کی طرح چمک رہی تھی۔ اور آپؐ نے کسی کو کہتے سُنا کہ اس کتاب میں ابراہیمؑ کا دین لکھا ہُوا ہے +

چند دنوں کے بعد آپؐ نے ایک اور خواب دیکھا۔ کہ آپؐ کے چچا ایک شیر کا بچّہ لائے جسے انہوں نے آپؐ کی گود میں رکھ دیا۔ جب آپؐ نے شیر کے بچّہ کو گود میں اُٹھایا۔ تو وہ باتیں کرنے لگا اگلے دن عجیب و غریب خواب آپؐ نے اپنے چچا کو سُنایا۔ آپؐ کے چچا نے کہا۔ "یہ شیر کا چھوٹا سا بچہ میرا بیٹا علی ہے۔ جو میں نے خوشی سے تُمہیں دے

دیا۔" اور حضورؐ یہ تعبیر سُن کر خوش ہُوئے آپ گھر گئے۔ ننھے علیؓ کو گود میں لے لیا اور پیار کیا۔

حضورؐ کو اپنے وعدہ کا بڑا پاس تھا۔ جب کبھی آپؐ وعدہ فرماتے۔ اُسے پُورا کرتے۔ ایک دفعہ آپ کے ایک شریکِ کار نے آپؐ سے کہا۔ کہ میری واپسی تک فلاں جگہ میرا انتظار کریں۔ لیکن وہ آدمی واپس نہ آیا۔ اُس شخص کی اور لوگوں کی حیرانگی کی کوئی انتہا نہ رہی جب انہیں یہ معلوم ہوُا۔ کہ آپ تین دن اور تین رات انتظار میں رہے۔ چوتھے دن وہ شخص جو اپنا وعدہ بھول چکا تھا۔ آیا اور آپؐ سے معافی چاہی۔

آپ حسبِ معمول خندہ پیشانی سے پیش آئے۔ اور فرمانے لگے۔ "میں نے یہاں انتظار کرنے کا وعدہ کیا تھا۔ اور اپنا وعدہ پورا کیا۔ دراصل آدمی وہی ہے۔ جو اپنا وعدہ پورا کرتا ہے۔ لیکن تمہارا کوئی قصور نہیں۔ کیونکہ تم بھول گئے تھے۔ اگر تمہارا حافظہ درست نہیں تو تمہیں چاہیئے۔ نہ کسی سے وعدہ لو نہ کسی کو وعدہ دو۔"

ایک مرتبہ حضورؐ نے دو آدمیوں کو دیکھا۔ جو ایک تیسرے آدمی کو پیٹ رہے تھے۔ آپ فوراً اس بے چارے کی امداد کے لئے آگے بڑھے۔ ان دونوں نے کہا۔ آپؐ مداخلت نہ کریں۔ لیکن حضورؐ نے جواب دیا۔ میں اس آدمی کی ضرور

امداد کروں گا۔ یہ میرا ہمسایہ ہے"۔

حضورؐ اپنے شباب میں تھے۔ آپ کی عمر ۳۷ سال تھی۔ کہ ایک دن حسب معمول "غار حرا" میں بیٹھے ہوئے آپؐ نے کسی نامعلوم آواز کو کہتے سُنا :-

"محمدؐ! محمدؐ!! بکریاں اکیلی ہیں۔ اور چرواہے کو آسمان سے اُترنا چاہئیے"۔ اور آپؐ اپنے اِرد گِرد دیکھ کر حیران ہونے لگے۔

اسی سال آپؐ نے پھر کسی نامعلوم آواز کو کہتے سنا۔ "اللہ اپنے بندوں سے محبت کرتا ہے۔ اور وہ اس شخص سے بھی محبت کرتا ہے۔ جو اس کے بندوں پر مہربانی کرتا ہے"۔

حضورؐ غار سے باہر نکل آئے۔ اور تلاش کرنے لگے۔ کہ یہ الفاظ کس نے کہے۔ لیکن وہاں کوئی نظر نہ آیا۔

(عدہ)

چند دنوں بعد ایک بہت ہی عجیب بات ہوئی۔ آپؐ کی چھوٹی لڑکی نے آپؐ سے کہا۔ "ابّا! مجھے چاند دیجئے۔ جو آپؐ کے عمامہ پر ہے۔"

"میرے عمامہ پر کوئی چاند نہیں بیٹا!" حضورؐ نے جواب دیا۔ لیکن چھوٹی بچی یہی کہتی رہی۔ "ابا جان! آپؐ کے عمامہ پر ایک بڑا چاند ہے۔"

حضورؐ کی یہ عادت تھی کہ ہر روز کعبے جاتے۔ آپؐ ان بتوں کو نہیں پوجتے تھے۔ آپؐ اتنی صبح وہاں جاتے کہ

اِن بُتوں کے غلام بھی ابھی وہاں نہ پہنچے ہوتے۔

آپؐ مقدس حجرِ اسود کو بوسہ دیتے جو کعبہ کی دیوار میں لگا ہُوا تھا۔ یہ پتھر وہاں ابراہیمؑ کے زمانہ سے چلا آتا تھا۔ اور بے حد عزت کی نگاہوں سے دیکھا جاتا تھا۔

خدا اور خلقِ خدا کی خدمت کرنا حضورؐ کی زندگی کا سب سے بڑا مقصد تھا۔ آپؐ اپنے کاروبار میں بہت کم وقت صرف کرتے۔ اور عام طور پر غریبوں اور محتاجوں کی امداد میں مصروف رہتے۔ خاص طور پر آپؐ بیکس اور نادار عورتوں اور یتیموں کی دیکھ بھال کیا کرتے۔

ہر روز اہلِ مکّہ آپؐ کو بہت بھاری بوجھ لاتے دیکھتے۔ یہ ان غریب عورتوں کا سامان ہوتا جو خود نہیں خرید سکتی تھیں۔ اور حضورؐ ان کے لئے سامان خرید کر لاتے۔ یہی نہیں بلکہ آپؐ ان کا سودا سلف اپنے کندھوں پر اُٹھا کر ان کے گھروں پر پہنچانے جاتے تھے۔ آپؐ کے دشمن آپ پر ہنستے تھے اور ایک دن ابوسفیان نے آپؐ سے کہا :" غریب اور کمینہ لوگوں کا سامان اُٹھا کر تم نے اپنے خاندان کا نام بدنام کر دیا ہے"۔

"میں ہاشم کا پوتا ہوں۔ جو امیروں اور غریبوں سب کی ایک جیسی خدمت کیا کرتا تھا۔ اور اپنے سے نیچے درجہ کے لوگوں کو بھی حقارت سے نہیں دیکھتا تھا۔" آپ نے جواب دیا۔

پیغمبری

آخر کار وہ خوشی کی گھڑی آپہنچی۔ جب
کہ حضورؐ کو وہ عظیم الشان فرض انجام دینے
کے لئے مامور کیا گیا۔ جس کے لئے آپ
دنیا میں بھیجے گئے تھے۔ ۶؍ اگست ۶۱۰ء
کی بات ہے کہ خداوند تبارک و تعالےٰ نے
آپ پر رحمتیں نازل کیں۔ اپنا پیغامبر بنایا۔
اور اپنے احکام بجالانے کا حکم دیا۔

اب وہی دیانت دار اور سچّے محمدؐ ہیں۔
جو اس مقدس کام کو پورا کرنے کے لئے
تیار ہو گئے۔ جو ان کے سپرد کیا گیا۔

پہلے حضورؐ کانپ اُٹھے۔ جب کہ جبرئیلؑ امین نے آپ کو مقدس پیغام پہنچایا۔ "محمدؐ عبدہٗ" اب رسولہٗ بنا دیا گیا۔ "آپؐ کے ذمے دنیا کی اصلاح اور دُنیا کی لاتعداد بُرائیاں مٹانے کا کام لگایا گیا تھا۔ دنیا میں ایسے بادشاہ تھے۔ جو خدا کے بندوں پر ظُلم کرتے تھے۔ ایسے غلام تھے۔ جنہیں ان کے آقا زنجیروں میں جکڑ کر کوڑے لگاتے تھے۔ ایسی عورتیں تھیں۔ جو مردوں کے مظالم کی شاکی تھیں۔ ایسے بچے تھے جو یتیم تھے۔ اور اُن کا کوئی نگہبان نہ تھا۔

جب حضورؐ گھر تشریف لائے۔ تو آپؐ نے اپنی بیوی کو سارا حال سُنایا اور سب سے پہلے وہی ایمان لائیں۔ ایمان لانے والوں میں دوسرا نمبر علیؓ کا تھا۔ جو ایک بچے

تھے۔ تیسرا نمبر ایک دوست ابوبکرؓ کا تھا۔ اور چوتھا نمبر ایک غلام زید کا تھا۔ یہ چھوٹی سی جماعت دنیا کے سب سے بڑے دین کی تبلیغ کرنے لگی۔ اس پر عرب لوگ قدرتی طور پر ناراض ہو گئے۔ انہوں نے حضورؐ کے چچا کی حمایت طلب کی۔ لیکن ابو طالب نے انہیں مدد دینے سے انکار کر دیا۔ وہ اپنے بھتیجے کو چاہتے تھے۔ اب حضورؐ کو بے شمار دشمنوں کا مقابلہ کرنا پڑا۔ لیکن آپ نے حوصلہ نہ ہارا۔ "لوگوں کو بُت پرستی کے گناہ سے بچاؤ۔ اور انہیں اسلام کے آغوش میں بلاؤ۔" یہ اللہ کا فرمان تھا۔

ایک دن حضورؐ کوہِ صفا پر گئے۔ جہاں

سے آپؐ نے اپنے قبیلہ والوں کو پکارا۔ جب وہ سب جمع ہو گئے۔ آپؐ نے فرمایا۔

" اگر میں تم سے کہوں کہ پہاڑ کے پچھلی جانب سے ایک غنیم بڑھا چلا آتا ہے۔ تو کیا تم میری بات کا اعتبار کرو گے؟"

" ضرور کریں گے۔" وادی صفا کی گہرائی سے سب نے ایک آواز ہو کر کہا۔ " ہم جانتے ہیں۔ کہ تم دیانت دار اور سچے ہو"

" تو میں تمہیں بتاتا ہوں" حضورؐ نے فرمایا۔" اگر تم خدا پر ایمان نہ لائے۔ جس نے تم کو پیدا کیا ہے۔ تو تم پچھتاؤ گے۔ اور تمہارا انجام خراب ہو گا"

یہ سن کر سب لوگ ناراض ہو گئے انہوں نے رسول اللہؐ کو برا بھلا کہا اور

غصہ میں واپس چلے گئے ؛

اس طرح حضورؐ کے اور بہت دشمن بن گئے ؛

ایک سال تک حضورؐ اس دینِ متین کی تبلیغ خاموشی سے کرتے رہے۔ اور اب ان کے ساتھی چالیس ہو گئے۔ یہ ایک بہت بڑی تعداد تھی۔ اور اس سے آپؐ کا حوصلہ بڑھ گیا۔ آپؐ کعبہ میں گئے۔ اور وہاں جاکر خدا کی وحدانیت کا اعلان کیا ؛

"کتنا بے باک انسان!" بتوں کے پرستاروں نے کہا۔ اور غصہ میں آنحضرت پر ٹوٹ پڑے ؛

ایک دوست حارثؓ نے یہ ماجرا سنا۔ اور ان کے دشمنوں کے حملے کا مقابلہ کرنے

کے لئے دوڑے۔ اور خدا کے پیارے رسولؐ کی حمایت کی۔ دشمنوں نے حضورؐ کو تو چھوڑ دیا۔ مگر آپ کے ساتھی کو شہید کر دیا۔

تمام عرب کے سردار جمع ہوئے۔ اور ابو طالب کے پاس گئے۔ "ہم تمہارے بھتیجے کو قتل کر دیں گے۔" انہوں نے کہا۔ "وہ ہمارے خداؤں سے نفرت کرتا ہے۔ اور اُن کے خلاف زبان سے بُرے الفاظ نکالتا ہے۔"

اس پر ابو طالب پریشان ہو گئے۔ ان کے ساتھ لڑنا آسان کام نہ تھا۔ وہ اپنے بھتیجے کے پاس گئے۔ اور انہیں متنبہ کیا۔

"چچا جان! آپ پریشان نہ ہوں۔" حضورؐ نے فرمایا۔ "مجھے میرے خدا پر چھوڑ دیں۔"

اگر یہ لوگ " آپؐ نے سلسلۂ کلام جاری رکھتے ہوئے فرمایا۔" میرے ایک ہاتھ میں سورج اور دوسرے میں چاند بھی لاکر رکھ دیں۔ جب بھی مَیں نہیں رُک سکتا۔ یا تو دین پھیلاؤں گا۔ یا اس کوشش میں اپنی جان تک دے دوں گا"۔

بوڑھا چچا اس جرأت سے بے حد متاثر ہوُا۔ اور کہنے لگا۔" بیٹا! اپنا کام کئے جاؤ۔ جب تک میں زندہ ہوں۔ تمہارا ساتھ دیتا رہوں گا"۔

اس کے بعد ایذا رسانی کے دن شروع ہوئے۔ دشمنانِ اسلام انتہا درجہ کے انسانیت سوز مظالم توڑنے لگے۔ اور حضورؐ کے غریب پیروکار ان مظالم کو خندہ پیشانی سے برداشت

کرتے اور خوشی یہ سب تکلیفیں سہتے۔
انہیں کوڑوں سے مار مار کر بیہوش کر دیا جاتا۔
اُنہیں گرم ریت پر لٹایا جاتا۔ اور جلتے پتھروں
کے ساتھ باندھ دیا جاتا۔

ایک دن انہوں نے ایک عرب سردار کو
آپؐ کے پاس بھیجا۔
"محمدؐ! تم کیا چاہتے ہو؟ اُس نے آکر
دریافت کیا۔ "مکّہ کی سرداری۔ ایک
خوب صورت بیوی یا خزانہ! ہم یہ سب
چیزیں تمہیں دیتے ہیں۔ ہمیں ہمارے
بتوں کے ساتھ چھوڑ دو۔ وہ ہمارے معبود ہیں۔"
اس کے جواب میں حضورؐ نے اللہ تعالےٰ کا
پیغام پڑھ کر سنایا اور کہا:۔
"خدا صرف ایک ہے۔ اس کی طرف
آؤ اور اپنے گناہوں کی اس سے معافی

طلب کرو"۔

عرب سردار لاجواب ہو کر چلا گیا۔ اور اپنے دوستوں سے جا کر کہنے لگا:۔ محمدؐ جو کچھ کہتا ہے۔ وہ شاعری نہیں ہے۔ وہ اس سے بھی بلند چیز ہے۔ میرا خیال ہے۔ اسے اور اس کے دین کو تنہا چھوڑ دو"۔

کئی سال تک اسلام کے پیرو انتہا درجہ کے ظلم سہتے رہے۔ مکہ کے بُت پرستوں نے حضورؐ کو بھی نہ چھوڑا۔ اکثر اوقات اُن کو بُرا بھلا کہتے۔ ان پر پتھر برساتے۔ اور اُن کی راہ میں کانٹے بچھاتے تھے۔

مکّہ کے بے رحم لوگوں سے۔ بچنے کا کوئی

طریقہ نہ تھا۔ اور پھر ایمان دار لوگ غریب تھے۔ ان میں اکثر غلام تھے۔ بے دست و پا اور بے ہتھیار۔ عرب کے امیروں سے لڑنا ان کی طاقت سے باہر تھا اور حضورؐ نے بھی اس بات کی اجازت نہ دی تھی۔ بچاؤ کا صرف ایک طریقہ تھا۔ اور وہ یہ کہ مکّہ چھوڑ دیں۔ پیغمبرؐ خدا نے انہیں حبشہ چلے جانے کا حکم دیا۔ حبشہ کے بادشاہ کا نام نجاشی تھا۔ بہت سے مسلمان اس ملک میں چلے گئے۔ اور وہاں امن سے رہنے لگے۔

نجاشی کے دربار میں مکہ کے سفیر حاضر ہوئے۔ یہ سفیر حبشہ کے بادشاہ کے لئے بہت سے تحفے لائے تھے۔ اور اپنے احمقانہ

غصہ کے شکاروں کو واپس لے جانا چاہتے تھے، لیکن نجاشی ایک عقلمند بادشاہ تھا۔

"پہلے میں ان مجرموں کو دیکھ لوں، جن کا تم دعوے کر رہے ہو۔" نجاشی نے کہا اور اگلے دن ہی مسلمان اس کے دربار میں طلب کیے گئے۔

"تم لوگ کس مذہب کی تبلیغ کرتے ہو؟" اس نے دریافت کیا۔ "کیا وہ عیسائیت اور بت پرستی دونوں کے خلاف ہے، جو تمہارے ہم وطن تمہارے مجرم ہونے کا دعوے کرنے آئے ہیں۔"

"اے نیک بادشاہ!" جعفر نے جو مہاجرین کے لیڈر تھے جواب دیا۔ "ہم لوگ بہت، برے لوگ تھے، ہم بتوں کی پوجا کرتے، ہم اپنی لڑکیوں کو زندہ گاڑ دیتے، ہم شراب

پیتے، جوا کھیلتے تھے، اور ہر وہ کام کرتے تھے جو بُرا ہوتا۔ لیکن آخرکار ہم میں ایک ایسا آدمی پیدا ہوا ہے جسے خداوند تعالیٰ نے ایک کتاب عطا کی اور اپنا پیغمبر بنایا"۔

"وہ کون سی کتاب ہے، جو تمہارے پیغمبر پر نازل ہوئی؟"۔ نجاشی نے دریافت کیا، اور جعفر نے "سورۂ مریم" کی تلاوت کی۔

نجاشی پر بہت اثر ہوا "یقیناً یہ بھی انجیل کی طرح ہے۔ دونوں جگہ وہی روح کام کر رہی ہے"۔

"تمہارا پیغمبر کس چیز کا حکم دیتا ہے؟" اس نے دریافت کیا۔

"پتھروں کو مت پوجو"۔ جعفر نے جواب دیا "جھوٹ مت بولو، اپنے بھائی بندوں کا خون مت بہاؤ، یتیموں کی دیکھ بھال کرو۔

اپنے ہمسایوں کی عزت کرو۔ عورتوں پر مہربانی کرو۔ خدا کی عبادت کرو اور اسی کی مرضی پر چلو۔ یہی وہ باتیں ہیں جن کی وجہ سے ہمارے ہم وطن ہمارے دشمن بن گئے ہیں۔"

"تمہیں، تمہارے دشمنوں کے حوالے نہیں کیا جائے گا"۔ نجاشی نے کہا۔

"ہمارے ملک میں تم امن سے زندگی بسر کر سکتے ہو۔ اور ہر قسم کے آرام پا سکتے ہو۔" اور اس نے مکہ کے سفیروں کو واپس لوٹ جانے کا حکم دے دیا۔

اگلے سال اللہ کے دین میں اور زبردست اضافے ہوئے۔ اسلام کے دو مشہور دشمن عمرؓ اور حمزہؓ آنحضرت کی خدمت میں حاضر ہو کر اسلام کو بنی نوع انسان کا سچا دین ماننے

ہوئے مسلمان ہوگئے۔

اس سے دشمنانِ اسلام خوفزدہ ہوگئے اور انھوں نے فیصلہ کیا کہ بنو ہاشم کی منظم مخالفت کی جائے۔ بنو اُمیہ کا رئیس ابوسفیان اُن کا سردار مقرر ہوا۔ اُنھوں نے مطالبہ کیا کہ محمدؐ کو ہمارے حوالے کیا جائے۔ وہ ہمارے مذہب کا دشمن ہے۔ وہ چاہتے تھے کہ حضورؐ نے اُن کے خداؤں کی جو توہین کی ہے، اس کی اُنھیں سزا دیں۔ لیکن بنوہاشم کسی صورت میں بھی حضورؐ کو دشمنوں کے حوالے کرنا نہیں چاہتے تھے۔ آخرکار وہ بھی تو اُنھیں میں سے ایک تھے

گویا یہ واقعہ خوفناک دشمنی کی پہلی علامت تھی۔ تمام عرب سردار آپس میں مل کر ایک ہوگئے۔ اور بنوہاشم کو شہر سے نکال کر

ایک پہاڑی غار" شعب ابو طالب" میں پناہ لینے پر مجبور کر دیا۔ لیکن اہل مکّہ اس پر بھی مطمئن نہ ہوئے۔ اُنھوں نے اِس غار کا محاصرہ کر لیا۔ جسے بنوہاشم نے پناہ کے لئے ڈھونڈا تھا۔ یہی نہیں اُنھوں نے بنوہاشم، کا کھانا پینا بھی بند کر دیا۔ اور قریباً تین، سال تک گھیرا ڈالے رہے۔ تین سال تک حضورؐ اور اُن کے پیرو اِن پہاڑیوں میں رہے اور جب کھانے کو کچھ نہ رہا، تو عورتیں اور بچّے درختوں کے پتّوں پر گذارہ کرنے لگے۔ اور مرد کمزور اور ناتوان ہوتے گئے۔ لیکن بنوہاشم کسی صورت میں بھی حضورؐ سے غدّاری کر کے اپنی آزادی نہیں چاہتے تھے۔

تین سال کے بعد کم بیرحم عربوں کو خود ہی خیال آیا۔ اور اُنھیں اپنے گھروں میں،

واپس آجانے کو کہا۔

اور اس کے بعد محمدؐ رسول اللہ کو آسمانوں کی سیر کرائی گئی۔ جبرائیل امینؑ براق لے کر حاضر ہوئے۔ براق پروں والا ایک گھوڑا تھا جس، کا چہرہ انسان کی طرح تھا۔ اور حضور کو ان کے مقدس سفر پر لے جانے کے لئے تیار تھا۔ براق ہوا کی طرح اپنی مقدس سواری، کو لے کر بیت المقدس کی طرف اُڑا۔ جہاں حضورؐ نے نماز ادا کی۔ اور اس کے بعد آسمانوں سے پرے آپؐ کو خداوند قادر و توانا اور مالک الملک کی ملاقات کا شرف حاصل ہوا۔

اگلے دن صبح کعبہ کی طرف جاتے ہوئے آپؐ نے ایک بوڑھی عورت دیکھی، جو نہایت

مشکل سے چلی جاتی تھی۔ اور ساتھ ساتھ رو بھی رہی تھی۔ حضورؐ نے اس سے رونے کی وجہ پوچھی۔

"میں ایک یہودی کی چکی پیسا کرتی ہوں" اس عورت نے جواب دیا۔ لیکن چونکہ رات مجھے بخار ہو گیا تھا، اس لئے آج دیر سے جا رہی ہوں، مجھے ڈر ہے کہ یہودی، مجھے مارے گا۔"

حضورؐ نے اس کا بوجھ لے لیا، اور کہا ڈرو مت۔ میں چل کر یہودی سے کہہ دوں گا۔" آپؐ اس عورت کے ساتھ یہودی کے پاس گئے اور فرمایا

"یہ بیمار اور بوڑھی عورت ہے، اِس پر سختی مت کرو۔ اگر تم کو سزا ہی دینا ہے، تو اس کے بدلے مجھے سزا دے دو۔"

یہودی ہکا بکا ہو کر حضورؐ کو دیکھنے لگا۔ "کیا رات تم آسمانوں گئے تھے اور وہاں خدا کو دیکھا تھا؟"

"ہاں" حضورؐ نے جواب میں فرمایا۔

"لیکن تمہیں کیسے معلوم ہوا؟"

"ہماری مقدّس کتاب میں اسی طرح لکھا ہے کہ آخری پیغمبر خدا کو مل کر آنے کے بعد ایک بوڑھی عورت کی مدد کریگا۔"

یہ کہہ کر یہودی پیغمبرِ اسلام سے لپٹ گیا اور مسلمان ہو گیا۔

ایسے لوگ بھی تھے جو کہتے تھے کہ (نعوذ باللہ) حضورؐ کو جنون ہو گیا ہے۔ یہ کہتا ہے کہ میں آسمان پہ گیا ہوں۔ اور خدا سے ملاقات کی ہے، وہ لوگ

رسولِ خدا کا مذاق اُڑاتے تھے۔

اس کے بعد حضورؐ کے لئے آزمائشوں کا ایک دور شروع ہوا۔ آپ کے چچا، ابو طالب فوت ہو گئے۔ اِس لم ناک حادثہ کے بعد ایک اور صدمہ سہنا پڑا۔ آپ کی وفادار بیوی بھی انتقال فرما گئیں۔

مکّہ میں یثرب سے ایک قافلہ آیا۔ یثرب کے باشندے غریب تھے۔ اور اُن پر امیر اور طاقتور یہودی ظلم کرتے تھے۔

حضورؐ ان کے پاس گئے اور خدا کے دین کی تبلیغ کی۔ اُنھوں نے یہ دین مبین قبول کر لیا اور رسولؐ خدا سے درخواست کی۔ کہ ہمارے پاس آ کر رہ۔ اُنھیں اِس بات کا علم تھا کہ پیغمبرؐ کو اپنے پاس

رہنے کی دعوت دینا، دشمنی مول لینا ہے
حضورؐ نے اپنے صحابہ کو یثرب بھیجا، انھوں
نے وہاں جا کر لوگوں کو اسلام میں داخل
کیا۔

اس کے بعد آپ خود بھی یثرب تشریف
لے گئے۔ اور اپنے سفر میں ساتھ لے
جانے کے لئے ابو بکرؓ کو منتخب کیا۔

ابو بکرؓ صدیق عرب میں سب سے
زیادہ خوش نصیب تھے۔ مدینہ (یثرب) کے
سفر کے لئے حضور نے تنہا اُنھیں کو منتخب
کیا تھا۔

جب کفّارِ مکّہ کو مدینے میں حضورؐ
کی کامیابیوں کا علم ہوا تو وہ پھر،
غضب آلودہ ہو گئے اور فیصلہ کیا کہ
حضورؐ کو اُن کے بستر ہی میں قتل کر دیں

اِس شیطانی فعل کے لئے اُنھوں نے ہر قبیلہ سے ایک آدمی منتخب کیا۔ تاکہ، بنو ہاشم کسی ایک قبیلہ سے انتقام کا دعویٰ نہ کر سکیں۔

شام کا سورج سنہری مغرب میں، ڈوب رہا تھا۔ ظالم عربوں کی ایک جماعت پیغمبرؐ کے مکان کے باہر انتظار کر رہی، تھی۔ وہ چاہتی تھے کہ حضورؐ کو مدینے کی طرف ہجرت کرنے سے پہلے ہی قتل کر دیں۔ انھوں نے مکان کا ہر طرف سے محاصرہ کر لیا۔ اور ساری رات، انتظار میں رہے۔ اگلی صبح وہ مکان کا دروازہ توڑ کر اندر داخل ہو گئے۔ لیکن بستر میں علیؓ تھے۔ حضور نہیں تھے۔ آپؐ اپنے رفیق ابوبکرؓ کے ساتھ روانہ ہو چکے تھے۔

اور علیؓ یعنی حضورؐ کے بہادر چچیرے بھائی
اس بستر پر لیٹے ہوئے تھے۔ جس پر
ایک سو ننگی تلواروں کے پھل پیشانی
سے جھکے ہوئے تھے۔

بتوں کے غلاموں نے اپنی شکست
محسوس کی۔ حضورؐ اُن کی آنکھوں کے
سامنے مکان سے نکل کر چلے گئے۔
لیکن نورِ خدا سے چندھیا کر وہ آپ
کو نہ دیکھ سکے۔

تین دن اور تین رات حضور ایک
غار میں رہے۔ جو مکہ سے بہت
دور نہ تھا۔ کئی دفعہ آپؐ کے دشمن
آپ کو ڈھونڈنے آئے۔ اور ایک مرتبہ
تو وہ غار کے دہانے کے اِس قدر

قریب آ گئے کہ خطرہ محسوس کیا۔
"غم نہ کرو" حضورؐ نے کہا۔ "اللہ ہمارے ساتھ ہے" اور اللہ واقعی ساتھ تھا۔ ان کی اپنی آنکھوں نے دھوکا دیا۔ کیونکہ وہ پیغمبرؐ خدا اور اُن کے ساتھی کو اپنے سامنے بیٹھا نہ دیکھ سکے۔
آخر کار وہ مایوس ہو کر واپس چلے گئے۔

اور اس کے بعد اُنھوں نے انعام مقرر کیا کہ جو کوئی محمدؐ کو پکڑ کر لائیگا اُسے ایک سو اُونٹ انعام دئے جائینگے لیکن حضورؐ کو کوئی نہ لا سکا۔
آپ مدینہ روانہ ہو گئے۔ اور راستہ میں آپ نے قبا کے مقام پر ایک مسجد بنائی۔

دوسرے مزدوروں کے ساتھ حضورؐ خود کندھوں پر بڑے بڑے پتھر اُٹھا کر دیواروں میں لگاتے رہے۔ اِس طرح اُنھوں نے تاریخِ اسلام میں پہلی مسجد کھڑی کی۔

قبا میں حضور کے داخلہ سے اسلامی سنہ شروع ہوتا ہے۔ جسے "ہجرت" کہتے ہیں۔ اور جو ۲۰ ستمبر سنہ ۶۲۲ء کے مطابق ہے۔

مدینہ میں حضور کو خدا کی مرضی پوری کرنے کا موقعہ مِلا۔ نماز کے لئے مسلمانوں کو بلانے کی غرض سے اذان جاری کی گئی۔ اور نماز کی سمت، بیت المقدس سے کعبہ کی طرف تبدیل

کر دی گئی۔

رسول خدا اور دینِ اسلام کی اس کامیابی پر اہلِ مکہ اور بھی چڑ گئے۔ بہت جلد اُنھوں نے مدینہ کے ایک سردار عبداللہ بن اُبَی کے نام ایک خط لکھا، اور کہا کہ یا تو محمدؐ کو قتل کر دو یا، انھیں اپنے شہر سے نکال دو۔ ورنہ ہم حملہ کر دیں گے۔ اور اِس طرح مدینہ میں دشمن طاقتیں کام کرنے لگیں۔

"جو لوگ تم سے لڑنا چاہیں، تم بھی اُن کے ساتھ خدا کی راہ میں، لڑو۔" خدا کا حکم آیا اور پیغمبرؐ نے سرِ تسلیم خم کر دیا۔

اس کے بعد لڑائیوں کا زمانہ شروع

ہوا۔ اہلِ مکّہ مدینے پر چڑھائی کرنے کی ،
تیاریاں کرنے لگے۔ اِن کا سردار ابوسفیان
انھیں اچھی طرح ہتھیار بند کرنا چاہتا تھا
چنانچہ اس نے ایک تجارتی قافلے کے
ساتھ شام سے سامانِ جنگ کی ایک ،
بہت بڑی مقدار لانے کا انتظام کیا۔
رسولؐ خدا اور اُن کے پیروؤں
نے اس قافلے کو روکنا بے حد ضروری
سمجھا۔ کیونکہ اس طرح اہلِ مکّہ کی طاقت
یقیناً بہت کم ہو جاتی تھی۔ انصار یعنی
اہلِ مدینہ اور مہاجرین نے اس بات
پر اتفاق کیا۔

اور اس قافلہ پر حملہ کرنے کا فیصلہ کیا۔

۳۱۳ آدمیوں کا لشکر مدینہ سے روانہ ہوا۔ اس عرصہ میں مکہ یہاں بھی خبر پہنچ گئی کہ مسلمانوں کی فوج سامانِ جنگ کی رسد کو روکنا چاہتی ہے۔ اس پر چند بڑے بڑے سردار جمع ہوئے۔ قریباً ایک ہزار آدمیوں کا لشکر تیار کیا۔ اور مدینہ کی طرف روانہ ہو گئے۔ پیغمبر کی معمولی سی فوج بدر نامی ایک گاؤں میں پہنچ گئی تھی۔ اور مکّہ کا لشکر بھی قریب ہی تھا۔

ان مصائب کا مقابلہ کرنا آسان کام نہ تھا۔ لیکن حضورؐ اور ان کے ساتھی مطلقاً خوفزدہ نہ ہوئے۔ ایک چھوٹی سی جنگ ہوئی۔ اور مغرور اہل مکّہ شکست

کھا گئے۔ تمام سردار یا تو لڑائی میں مارے گئے۔ یا قید کر لئے گئے۔ اگرچہ چند دنوں بعد چھوڑ دیئے گئے۔

اس عظیم الشان فتح نے مدینہ کے یہودیوں اور دوسرے قبیلوں کو بھی خاموش کر دیا۔ جو مسلمانوں کو ہٹانے کی خفیہ تیاریاں کر رہے تھے۔ لیکن اس کے ساتھ ہی اس نے اہلِ مکّہ کو "بدر" کی شکست کا انتقام لینے کے لئے مشتعل کر دیا۔ اور انہوں نے ایک اور حملہ کی پُرزور تیاریاں شروع کر دیں ۔

پیغمبرؐ خدا کی چھوٹی صاحبزادی فاطمہؓ کی شادی علیؓ سے ہوئی۔ ایک ڈھال ایک چادر اور بھیڑ کی کھال۔ یہ تھیں وہ چیزیں

جو علیؓ نے بیاہ میں دیں اور آنحضرتؐ نے اپنی صاحبزادی کو ایک بستر، چمڑے کا ایک تکیہ، ایک چکی اور دو مٹی کے برتن دیئے. یہ جہیز تھا۔

غرضیکہ پیغمبرؐ اسلام بادشاہوں کے بادشاہ محمدؐ کی لڑکی کی شادی اس شان سے ہوئی ؁

---

۷۰۰ آدمیوں کی فوج لے کر پیغمبرِ اسلام دشمن کے مقابلہ کے لئے نکلے. جو ہزاروں پر مشتمل تھا۔ اور ابو سفیان کی قیادت میں آیا تھا۔ دونوں فوجیں "اُحد" میں ٹکرائیں. مکہ کی عورتیں بھی آئی ہوئی تھیں۔ تاکہ اپنے بہادر جنگجو سپاہیوں کو اُبھاریں. ابو سفیان کی بیوی "ہند" ان سب کی

سرغنہ تھی۔ یہ اسلام کی بدترین دشمن تھی۔ اور اُسے ایک مسلمان سپاہی نے چھوڑ دیا تھا۔ کیونکہ وہ ایک عورت تھی۔ اور عورت کو قتل کرنا خواہ وہ کتنی ہی بُری کیوں نہ ہو۔ ایک بہادر کا کام نہیں تھا۔ دُشمن کی تعداد زیادہ تھی۔ اہلِ مکّہ نے مسلمانوں کی چھوٹی سی فوج کو چاروں طرف سے گھیر لیا ؛

مسلمانوں نے نہایت بہادری سے مقابلہ کیا۔ لیکن انجام کار انہیں شکست ملی۔ پیغمبرؐ بھی اس جنگ میں زخمی ہوئے ؛

ہمسایہ قبیلوں میں دشمنی کی آگ پھر تیز ہو گئی۔ نجد کے سردار نے پیغمبرِ اسلامؐ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کی۔ کہ

چند مسلمان عالم نجد بھیجے جائیں۔ تاکہ وہاں کے لوگوں میں دینِ اسلام کی تبلیغ کریں۔ پیغمبرِ خدا راضی ہوگئے۔ آپؐ نے ۷۰ مبلّغوں کو اس سردار کے ساتھ روانہ فرمایا۔ لیکن ظالم وحشی نے سب کو شہید کر دیا۔ صرف ایک مبلّغ چھوڑ دیا گیا۔ تاکہ یہ دردناک ماجرا مدینہ جا کر بیان کرے۔ اس سے زیادہ کسی خبر سے پیغمبرِ خدا کو اتنا صدمہ نہیں ہوُا +

مسلمانانِ مدینہ کو ابھی ایک اور لڑائی لڑنا تھی۔ ۲۴ ہزار مکیوں نے چڑھائی کی۔ اور مدینہ کا محاصرہ کر لیا۔ مسلمانوں نے شہر کے گرد ایک خندق کھود لی تھی۔ جس

سے بڑھتی فوج کے لئے شہر پر قبضہ کرنا
ایک معمّہ بن گیا۔ دشمنوں نے ایک
مہینہ تک محاصرہ کئے رکھا۔ آخرکار وہ
معمولی جھڑپوں پر اُتر آئے۔ جن میں
ہمیشہ وہی شکست کھاتے رہے۔
بالآخر مسلمانوں کی تلوار اُٹھی اور مغرور اہلِ مکہ
کی طرّہ دار خودوں پر شدّت سے
گری۔ وہ ہمّت ہار کر بھاگنا چاہتے
تھے۔ کہ ایک زبردست آندھی اُٹھی۔
اور وہ اسی کے ساتھ شکست خورہ
ہوکر اُڑ گئے ؎

مدینہ کے یہودی جنہوں نے دورانِ
جنگ میں غداریاں کی تھیں۔ سبھی کامل
طور پر مطیع کر لئے گئے ؎

لوگوں کو اسلام کی آغوش میں لاؤ۔
اللہ تعالیٰ نے حکم دیا۔ آپؐ نے دنیا کے تمام بادشاہوں کے نام خطوط لکھے اور انہیں اسلام یعنی خدا کا دین قبول کرنے کی دعوت دی۔
قیصرِ روم نے آنحضرت کے مکتوب کی توقیر کی۔ اور مصر کے بادشاہ نے تحفے بھیجے۔ نجاشی اسلامی اخوت کے رشتے میں منسلک ہو گیا۔ لیکن ایران کے مغرور شہنشاہ نے سرکشی کی۔ اس نے رسولِ خداؐ کے مکتوب کے پرزے کر ڈالے۔ لیکن چند سال نہیں گزرے تھے۔ کہ سرکش ایران مسلمان فاتحوں کے قدموں میں تھا۔

یہودیوں نے ایک مرتبہ پھر بغاوت کا جھنڈا بلند کیا۔ یہ جنگ خیبر کے نام سے مشہور ہے۔ اور ان کی طاقت بالکل تباہ ہو گئی اور کچھ عرصہ بعد فتح مکّہ بھی مکمل ہو گئی۔ کعبہ سے بُت ٹکڑے ٹکڑے کر دئے گئے۔ اور اس کی چھت سے مؤذن کی آواز بلند ہوئی۔

پیغمبر اسلام نے اپنے خیمے جو اُونٹوں کی کھال کے بنے ہوئے تھے۔ شہر مکّہ کے باہر گاڑے ہوئے تھے۔ چونکہ آپ رحم دل تھے۔ اس لئے آپ نے شکست خوردہ دشمن

کو ندامت ظاہر کرنے اور خدا
سے معافی طلب کرنے کا موقع
دیا۔

اس کے بعد بعض غدّار لوگ
آئے جو اس وقت آپ کے
بھائی بند ہونے کا دعوےٰ کرنے
لگے تھے۔

"اے فتح مند پیغمبرؐ! تمہارے
بھائی تمہیں ملنے آئے ہیں" ایک
ایلچی نے کہا۔

"میں نہیں سمجھتا کہ ان کے ساتھ میرا
کوئی تعلق ہے"۔ پیغمبرؐ نے جواب دیا۔
ایلچی واپس چلا گیا۔ اور جو کچھ آنحضرتؐ
نے کہا تھا اُنہیں جا سُنایا۔

وہ مایوس ہو گئے۔ انہوں نے اپنی

زندگی دینِ الٰہی کے خلاف جنگ کرنے میں بسر کی تھی اور اب ان کا خیال تھا کہ پیغمبرؐ ان کی پرواہ نہ کریں گے۔

"ہم جنگل میں جاکر اپنے آپ کو فاقہ کشی سے ہلاک کر لیں گے،" انہوں نے کہا۔ جب رسولِ خداؐ نے یہ سُنا تو اُن پر رحم کیا۔ اور اُنہیں معاف کر دیا۔

ابو سفیان یعنی اسلام کا سب سے بڑا دشمن پیغمبرِ خدا کے سامنے لایا گیا۔ وہ خوف شرم اور ندامت سے کانپ رہا تھا۔ پیغمبرؐ کے صحابہ اصرار کر رہے تھے۔ کہ اس شخص کو قتل کر دیا جائے۔ جس نے اسلام کے

مفاد کو سب سے زیادہ نقصان پہنچایا ہے۔ لیکن حضورؐ نے اس پر رحم کیا۔ آپؐ نے اس کو صرف بخش ہی نہ دیا۔ بلکہ اعلان کیا کہ جو شخص ابو سفیان کے گھر میں پناہ لے گا اُسے بھی چھوڑ دیا جائے گا۔ یہ ایک خاص اعزاز تھا۔ اور ابو سفیان نے اس اعزاز پر اور مسلمان ہو جانے پر ہمیشہ فخر کیا +

"جو لوگ سرکشی کریں۔ یا مقابلہ کریں اُن کے ساتھ جنگ کرو۔ جو لوگ اپنے گھروں میں بند ہو جائیں یا کعبہ کی چار دیواری میں پناہ لیں انہیں امن دے دیا جائے۔ عورتوں اور بچوں

کو قتل مت کرو اور بوڑھوں اور عمر رسیدہ لوگوں کو بھی چھوڑ دو،" یہ تھے وہ احکام جو حضورؐ نے اپنی فاتح فوج کو شہر میں جاتے وقت جاری کئے۔

اور اس کے بعد اُنھوں نے اپنے سب بڑے دشمنوں کو بخش دیا۔

فتح مکّہ کے قریباً ایک سال بعد معمولی بغاوتیں دبا دی گئیں۔ اور اس کے بعد اصلاحات۔ قوانین اور احکام، قواعد اور ضوابط کا دَور شروع ہُوا۔

دین کو مکمل بنا دیا گیا

پیغمبرؐ اسلام بیمار ہوئے۔ دراصل

اُنہیں پیغام مل چکا تھا۔ ایک دن آپؐ منبر پر تشریف لے گئے۔ اور فرمایا۔ " اگر میں نے کسی شخص کو اپنے قول یا فعل سے اذیّت پہنچائی ہو تو وہ مجھ سے انتقام بخوشی لے سکتا ہے"۔

مسلمانوں نے انکار میں سر ہلایا۔ "ہمارے پیغمبرؐ نے کبھی کسی رنگ میں ہمیں اذیّت نہیں پہنچائی"! سب نے ایک زبان ہو کر کہا۔ لیکن سب لوگ حیران رہ گئے۔ جب ایک شخص نے آگے بڑھ کر کہا :-

"ایک مرتبہ آپؐ نے میری برہنہ پیٹھ پر انگلی لگائی تھی۔ پس آپؐ بھی اپنا کُرتہ اُٹھائیں تاکہ میں بھی انگلی

لگا کر اپنا انتقام لُوں"۔

پیغمبرؐ مسکرائے اور فرمانے لگے "تیار ہوں۔" آپ فطرتاً خوش طبع تھے۔ واقعی آپ نے عرب کو گدگدایا تھا۔

"میرے حجرہ میں چلو۔" آپ نے کہا۔

"اور میں اپنا کُرتہ اُٹھاؤں گا۔ کیوں کہ مجھے آج تک کسی نے برہنہ جسم نہیں دیکھا۔"

اور جب پیغمبرؐ اسلام نے اپنا کُرتہ اُٹھایا۔ اُس نے دَوڑ کر مُہرِ نبوت کو بوسہ دیا۔ اور قدموں پر گرا۔ پاؤں مبارک چُومے اور چلّانے لگا۔

"یا رسول اللہ! مجھے معاف فرمایئے۔

یہ ایک ڈھنگ تھا۔ جو میں نے مہرِ نبوّت دیکھنے اور چومنے کے لئے سوچا تھا۔"

پیغمبرؐ خدا مسکرائے اور فرمانے لگے "جاؤ تم پر جہنّم کے دروازے بند ہو گئے"۔

ختم شُد